جموں وکشمیر پر بھارتی دعویٰ --- ایک تاریخی جائزہ

الیسٹیر لیمب

ترجمہ: محمد اقبال فاروقی

ریاست جموں وکشمیر کے اندرونی معاملات میں بھارت کی جارحانہ مداخلت کا آغاز پہلی بار ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ کو تقریباً ۹ بجے صبح ہوا جب بھارتی فوجی دستوں نے سری نگر کے ہوائی مستقر پر اترنا شروع کیا۔ بھارت نے اپنے اس دعوے کا 'کہ ریاست جموں وکشمیر بھارت کا ایک حصہ ہے' سرکاری طور پر آغاز بھی چند گھنٹے قبل ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۷ کی شام کو کیا۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ کو اپنی آمد سے آج تک بھارتی افواج جموں وکشمیر کے ایک بڑے حصے پر قبضہ کیے بیٹھی ہیں حالانکہ یہاں کی آبادی کی بھاری اکثریت کی طرف سے ان کی روز افزوں کھلم کھلا مخالفت شدت اختیار کر چکی ہے۔ جموں وکشمیر میں بھارت کی پوزیشن اور اس کی کارگزاریوں کے نکتہ چینوں کے لیے حکومت نئی دہلی کا ہمیشہ سے ایک ہی یہ جواب ہوتا ہے کہ ریاست پوری طرح بھارتی نظام حکومت کا اندرونی معاملہ ہے۔ کیا حقائق بھی بھارت کے اس دعوے کی تائید کرتے ہیں؟ آیئے اس پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

ریاست جموں وکشمیر برطانوی ہند کی ایک جاگیردارانہ ریاست تھی۔ ۱۹۴۷ میں انتقال اقتدار کے برطانوی قواعد کے تحت ریاست کا حکمران مہاراجہ سر ہری سنگھ برطانیہ کی ہندستان سے واپسی اور کسی اقتدار اعلیٰ کی عدم موجودگی کے باعث (جیسا کہ تاج برطانیہ اور ریاست کے درمیان طریقہ کار طے ہو چکا تھا) بھارت یا پاکستان کے ساتھ شامل ہو سکتا تھا یا کسی کے ساتھ بھی الحاق نہ کرنے کی صورت میں وہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ کو خود مختار ریاست کا حکمران بن سکتا تھا۔ یہ انتخاب خود حکمران کو کرنا تھا۔ برطانوی راج کے آخری دنوں میں ہندستانی ریاستوں کے نوابوں اور راجوں کے لیے عوامی تائید حاصل کرنے کی کوئی سبیل نہیں تھی۔ اس طرح ۱۵ اگست کو قواعد کی اس خامی کے باعث ریاست جموں وکشمیر آزاد و خود مختار ریاست بن گئی تھی۔

بھارت کا موقف یہ ہے کہ خود مختاری کا یہ دور، جس کو کبھی کسی نے چیلنج نہیں کیا، ۲۶-۲۷

اکتوبر ۴۷ کو ختم ہو گیا تھا کیونکہ اس نے مہاراجہ کے ساتھ باہمی طور پر دو متعلقہ دستاویزات کے تحت معاملات طے کر لیے تھے:

(الف) جموں و کشمیر کے بھارت کے ساتھ الحاق کی دستاویز جس کے بارے میں مبینہ طور پر کہا جاتا ہے کہ مہاراجہ نے ۲۶ اکتوبر ۴۷ کو اس پر دستخط کر دیے تھے۔ (ب) بھارت کے گورنر جنرل لارڈ موئنٹ بیٹن کی طرف سے اس کی ۲۷ اکتوبر ۴۷ کو منظوری (ج) ۲۶ اکتوبر ۴۷ کو مہاراجہ کی طرف سے لارڈ موئنٹ بیٹن کے لیے ایک خط جس میں بھارت کے ساتھ الحاق کے عوض ' ان شرائط کے تحت جو مبینہ طور پر ایک مشمولہ دستاویز میں بیان کی گئی تھیں ' اس سے فوجی امداد طلب کی گئی تھی۔ اور شیخ عبداللہ کا بحیثیت عبوری حکومت کے سربراہ کے تقرر۔ (د) اور ۲۷ اکتوبر ۴۷ کو لارڈ موئنٹ بیٹن کی طرف سے مہاراجہ کے نام ایک خط جس میں متذکرہ بالا دستاویز کی وصولی کا ذکر تھا اور یہ کہا گیا تھا کہ ایک بار ریاست کے معاملات درست ہو گئے اور امن عامہ اور نظام مملکت بحال ہو گیا تو "ریاست کے الحاق کا مسئلہ ' عوام کی رائے سے طے کیا جائے گا"۔

اب دیکھیے کہ مہاراجہ کی جانب سے اطلاع کی تاریخ ' مبینہ دستاویز الحاق یا موئنٹ بیٹن کے نام مکتوب ' دونوں دستاویزات میں ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۷ دی گئی ہے یعنی ۲۷ اکتوبر کی اس صبح سے قبل جب بھارتی فوجوں نے ریاست کے معاملات میں کھلم کھلا مداخلت شروع کی۔ کہا جاتا ہے کہ موئنٹ بیٹن نے آزاد ریاست کے معاملات میں مداخلت کے لیے اپنی منظوری سے قبل مہاراجہ کے دستخطوں کی شرط پر اصرار کیا تھا۔ عموماً ۲۶ اکتوبر ۴۷ کی تاریخ آج تک تمام مبصرین کی طرف سے خواہ وہ بھارتی دعوے کے ساتھ ہمدردانہ رویہ رکھتے ہیں یا معاندانہ ' درست تسلیم کی گئی ہے۔ یہ بات یکم نومبر ۴۷ کو بھارت کے گورنر جنرل کی حیثیت سے موئنٹ بیٹن کی طرف سے ایم۔ اے جناح ' گورنر جنرل پاکستان کے نام ایک سرکاری مراسلے میں موجود ہے ' اور جموں و کشمیر کے مسئلے پر اس قرطاس ابیض میں جو مارچ ۴۸ میں حکومت بھارت نے بھارتی پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیا اس میں بھی اس دعوے کو دہرایا گیا ہے لیکن پاکستانی سفارت کاروں نے کبھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ تازہ تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ الحاق کی یہ تاریخ غلط ہے۔ یہ حقیقت قدیم دستاویزات سے بھی ظاہر ہوتی ہے اور جموں و کشمیر کے اس وقت کے وزیراعظم مہرچند مہاجن کی یادداشتوں سے اور بھارتی وزیراعظم جواہرلال نہرو کی حال میں طبع شدہ خط و کتابت سے بھی عیاں ہے۔ ۲۶ اکتوبر ۴۷ کے واقعات کا خاص طور پر وی۔ پی مینن (بھارتی ریاستوں کا انضمام ' لندن ۱۹۵۶) کا یہ بیان کہ جب مہاراجہ نے دستخط کیے تھے وہ اس وقت وہاں موجود تھا ' حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔

اب یہ اچھی طرح واضح ہو چکا ہے کہ دستاویز الحاق اور مہاراجہ کا موئنٹ بیٹن کے نام خط ' دونوں

دستاویزات پر ۲۶ اکتوبر ۴۷ کو مہاراجہ کے دستخط ممکن نہیں ہو سکتے۔ان کے دستخطوں کے لیے سب سے پہلا ممکنہ وقت اور تاریخ ۲۷ اکتوبر ۴۷ کی سہ پہر ہے کیونکہ ۲۶ اکتوبر ۴۷ کو تو مہاراجہ سری نگر سے جموں کے لیے سڑک کے راستے سفر میں تھا جبکہ اس روز اس کا وزیر ایم۔سی مہاجن' حکومت ہند کے ریاستی معاملات کے نگران ایک سینئر بھارتی افسر وی۔پی مینن کے ساتھ دہلی میں مذاکرات کر رہا تھا۔ ان دونوں نے دہلی میں رات بھر قیام کیا جہاں ان کی موجودگی کے بہت سے گواہ ہیں۔نئی دہلی اور محو سفر مہاراجہ کے درمیان کسی قسم کا رابطہ نہیں ہوا۔ مینن اور مہاجن نئی دہلی سے جموں کے لیے ۲۷ اکتوبر ۴۷ کو دس بجے صبح بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوئے اور مہاراجہ کو پہلی بار ان دونوں سے دہلی میں اپنے وزیر اعظم کے پہلے دن کی سہ پہر (۲۶ اکتوبر) کے مذاکرات کے نتیجے کا علم ہوا۔

کلیدی نکتہ جواب بالکل واضح ہو چکا ہے یہ ہے کہ ان دستاویزات پر دستخط ریاست جموں و کشمیر میں بھارت کی کھلم کھلا مداخلت کے بعد ہی ممکن تھے ۔اور جب بھارتی فوجی دستے سری نگر کے ہوائی اڈے پر اترے تو ریاست اس وقت خود مختار تھی۔بھارتی مفاد والا کوئی ایسا معاہدہ جس پر مبینہ مداخلت کے بعد مہاراجہ کے دستخط لیے گئے ہوں اس الزام سے بری نہیں ہو سکتا کہ یہ دستخط دباؤ کے تحت حاصل کیے گئے تھے ۔اس الزام سے بچنے کے لیے ۲۶ اکتوبر ۴۷ کی جھوٹی تاریخ' ان دستاویزات پر ڈالی گئی ہے۔وی۔پی مینن نے جو ایک انتہائی ذمہ دار بھارتی سینئر سرکاری افسر تھا' جان بوجھ کر حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا۔یہ جعل سازی ساری دستاویزات کے جواز کو مشکوک بنا دیتی ہے۔

ان چاروں دستاویزات میں طے پانے والے معاملے کا نئی شہادتوں کی روشنی میں اگر جائزہ لیا جائے تو دوسرے متعدد شکوک سامنے آتے ہیں۔مثال کے طور پر جہاں تک دستاویز "ج" اور "د" کا تعلق ہے 'یعنی مہاراجہ اور مونٹ بیٹن کے درمیان خطوط کا تبادلہ' تو اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جس خط کا مونٹ بیٹن نے جواب دیا تھا اس خط کو پہلے دہلی پہنچنا چاہیے تھا (لیکن معاملہ الٹ ہوا' جواب پہلے آیا اور خط بعد میں لکھوایا گیا)۔غالب امکان بھی اسی کا ہے کہ ۲۷ اکتوبر ۴۷ کو اس دستاویز کو جموں پہنچانے سے قبل دونوں دستاویزات حکومت نئی دہلی نے اس وقت مرتب کرائیں (یعنی وی۔پی مینن اور جموں و کشمیر کے وزیر اعظم ایم۔سی مہاجن نے تیار کی تھیں) جب بھارتی افواج سری نگر کے فضائی مستقر پر اتر چکی تھیں (ان دونوں کی نقل و حرکت ۲۸ اکتوبر ۴۷ کے لندن ٹائمز میں ضمناً پوری طرح رپورٹ کی گئی تھی) اس لیے یہ موقف بہت مضبوط ہے کہ دستاویز "ج" یعنی مہاراجہ کا مونٹ بیٹن کے نام خط مہاراجہ کو dictate کرایا گیا تھا۔دستاویزات "ج" اور "د" ۲۸ اکتوبر ۴۷ کو حکومت ہند کی طرف سے شائع کی گئیں۔لیکن زیادہ اہمیت کی حامل دستاویز "الف" یعنی مبینہ دستاویز الحاق کو' اگر فی الواقع اس کا کوئی وجود تھا' کئی سال بعد تک شائع نہیں کیا گیا اور نہ ریاست جموں و کشمیر

میں بھارت کی کھلم کھلا مداخلت کے آغاز کے بعد یہ پاکستان کے حوالے کی گئی۔ سنہ ۱۹۴۸ میں اس کی نقل اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں بھارتی درخواست کے ساتھ پیش کی گئی۔ ۱۹۴۸ کا قرطاس ابیض جس میں حکومت ہند نے ریاست جموں و کشمیر پر اپنے دعوے کے بارے میں اپنا سرکاری موقف پیش کیا ہے اس میں بھی یہ دستاویز الحاق شامل نہیں ہے جس پر مہاراجہ کے دستخطوں کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ اس کے بجائے یہ پھر اسی غیر دستخط شدہ دستاویز کو دوبارہ پیش کرتی ہے جس کے بارے میں یہ تاثر پیدا کیا جاتا ہے کہ مہاراجہ نے اس پر دستخط ثبت کیے تھے۔ بہرکیف آج تک کوئی ایسی تسلی بخش حقیقی دستاویز جس پر مہاراجہ نے دستخط کیے ہوں، پیش نہیں کی جا سکی۔ حالیہ شہادت کے مطابق یہ کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوتا کہ مہاراجہ نے کسی دستاویز الحاق پر کبھی دستخط کیے تھے۔ البتہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے برعکس اس طرح کے شواہد موجود ہیں جن کی رو سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مہاراجہ نے اس طرح کا کوئی کام نہیں کیا تھا۔

دستاویز الحاق کا حوالہ دستاویز "ج" میں دیا گیا ہے۔ (ج) ایک خط ہے جسے بھارتی افسروں نے مہاراجہ کی طرف سے، اسے دکھائے بغیر تیار کیا تھا۔ جس وقت یہ خط تیار کیا گیا دستاویز الحاق کا کوئی وجود نہ تھا، نہ ہو سکتا تھا۔ اگر بہ فرضِ محال کوئی دستاویز الحاق تھی بھی، اور وہ اس غیر دستخط شدہ دستاویز کے مطابق تھی جو بھارتی قرطاس ابیض میں ۱۹۴۸ میں طبع ہوئی تو یہ تو حکومت ہند کو نہایت محدود اختیارات دیتی تھی۔ ریاست کی طرف سے حکومت ہند کو اس دستاویز کی رو سے جو زیادہ سے زیادہ اختیارات منتقل ہوئے تھے، وہ دفاع، خارجہ امور اور مواصلات کے بعض امور تھے۔ عملاً دیگر سب اختیارات ریاستی حکومت کے پاس تھے۔ جنوری ۱۹۵۰ کے بھارتی آئین کی دفعہ ۳۷۰ غنیمت تھی (جس کی رو سے پہلے کی دیگر ہندستانی ریاستوں کے برعکس کشمیر کو بھارتی آئین میں نظری طور پر، عملاً نہ سہی، کسی قدر اہم حیثیت دی گئی تھی) جس کے تحت ریاست جموں و کشمیر کو کسی حد تک حق خود اختیاری حاصل تھا۔ اس سے بھی بھارتی انتظامیہ کی آمرانہ پالیسی کے باعث ریاست کا زیر تسلط حصہ، مستفید نہ ہو سکا۔ نہ صرف یہ کہ اس طرح کی دستاویز میں تحدید تھی بلکہ دستاویز "د" میں دیے گئے اختیارات کو ۲۷ دسمبر ۴۷ کے لارڈ مونٹ بیٹن کے مہاراجہ کے نام خط سے مشروط ہونا چاہیے تھا۔ بحیثیت گورنر جنرل بھارت لارڈ مونٹ بیٹن نے اس بات کو واضح کر دیا تھا کہ ریاست جموں و کشمیر صرف اسی صورت میں مستقل طور پر بھارت میں ضم ہو سکتی ہے جب عوام کی طرف سے کسی قسم کی رضامندی حاصل ہو جائے۔ یہ طریق کار جلد ہی اقوام متحدہ نے غیر جانبدارانہ اور منصفانہ استصواب رائے کی صورت میں متعین کر دیا تھا لیکن بھارت نے اس طرح کا عوامی فیصلہ کبھی بھی نہیں ہونے دیا۔

مہاراجہ جموں و کشمیر نے اس طرح کی کسی دستاویز الحاق پر دستخط کیوں ثبت نہیں کیے تھے؟ اس کا

جواب اگست ، ستمبر اور اکتوبر ۴۷ کے ان تہ در تہ واقعات میں مضمر ہے جن سے ۲۷ اکتوبر ۴۷ کا کشمیر کا بحران پیدا ہوا۔ مہاراجہ نے جس کو روز افزوں بدامنی کا سامنا تھا (جس میں ریاست کے علاقہ پونچھ کی پوری آبادی کی طرف سے بغاوت کا مسئلہ شامل تھا) بھارت سے فوجی امداد اس امید پر طلب کی کہ اگر کسی طرح ممکن ہو تو اس کی خود مختاری متاثر نہ ہو۔ حکومت ہند نے یہ مدد دینے میں اس امید پر تاخیر کی کہ قبل اس کے کہ بھارت کوئی قدم اٹھائے ، راجہ مایوس ہو کر بھارت سے الحاق کر دے۔ حالات ایسے تھے بھارت کو بر سر موقع پہلے قدم اٹھانا پڑا۔ مہاراجہ جو کچھ چاہتا تھا یعنی بغاوت کو دبانے کے لیے بھارتی فوجی امداد ، وہ اس کو حاصل ہو گیا تھا۔ اب وہ قدرتی طور پر اس بات کا خواہاں تھا کہ کسی دستاویز پر دستخط ثبت کرنے کے باعث وہ اپنی خود مختاری کو داؤ پر لگانے کے خطرے سے بچ جائے۔ اس پر دستخط کرنے سے وہ امکانی حد تک بچنا چاہتا تھا۔

۲۷ اکتوبر ۴۷ کی سہ پہر کے بعد آگے حکومت ہند اور مہاراجہ جموں و کشمیر کے درمیان کسی معاملے کے لیے کارروائی کا جہاں تک تعلق ہے اس کی تفصیلات پر سیاہ دھوئیں کی پرچھائیں پڑی ہوئی ہیں۔

۱۹۴۸ کے قرطاس ابیض کا جائزہ لینے سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مارچ ۴۸ تک کسی دستاویز الحاق پر دستخط نہیں ہوئے تھے۔ اس وقت بھارت اقوام متحدہ میں اپنے دعوے کی تائید میں کشمیر پر اپنا کیس پیش کر رہا تھا۔

دستاویز (الف) اور (ج) کی ثابت شدہ جھوٹی تاریخیں ۲۷ اکتوبر ۴۷ کو جموں و کشمیر پر بھارت کی کھلم کھلا مداخلت کی اصل حقیقت کو بالکل واضح کر دیتی ہیں۔ بھارت اپنے علاقے کا دفاع نہیں کر رہا تھا بلکہ ایک غیر ملک میں مداخلت بے جا کر رہا تھا۔ اس بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ اگر پاکستان ریکارڈ کی اس جعل سازی سے پہلے دن سے ہی باخبر ہوتا تو بین الاقوامی فورموں پر وہ اس تنازع کے بارے میں ابتدا ہی سے بالکل مختلف طریق پر اپنے موقف کو پیش کرتا اور اگر اقوام متحدہ واقعات کی اصل ترتیب کا تاریخی پس منظر میں جائزہ لیتی تو بھارت کے دلائل کو لائق توجہ نہ سمجھتی۔ متذکرہ حقائق کی روشنی میں ایک غیر جانبدارانہ بین الاقوامی ٹربیونل کو یہ فیصلہ دے دینا چاہتے کہ جموں و کشمیر میں بھارت کے کسی استحقاق کا سرے سے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ماخوذ از: India's Commitment To Kashmir Published By Dharendra Sharma New Dehli

----